اسلام اور جمہوریت

از

محمد علی الحاج سالمین

مبلّغ اسلام

مترجم از انگریزی مسٹر سمیع اللہ صاحب بی۔ اے
مدرس سیفی ہائی اسکول۔ بھنڈی بازار بمبئی ۳

ڈاکٹر محمد علی الحاج سالمین صدر گرانڈ مسلم مشن ۲۔ محبوب منزل مسافر
خانہ روڈ۔ بمبئی ۱ سے شائع کیا

قیمت :- ایک روپیہ

انتساب

بندۂ ناچیز اس مختصر مگر مفید کتاب کو برادر
اسلامی خان بہادر جان محمد صاحب ایم ایل اے
آرمی کنٹراکٹر رئیس اعظم پونہ کے نام نامی پر
معنون کرتا ہے
خدا کرے کہ اسلام اور مسلمانوں کو ممدوح
کی زندگی اور روپیہ کام آئے۔ آمین

محمد علی الحاج سالمین

بمبئی

معذرت و غلط نامہ

یہ امر نہایت افسوس کے ساتھ ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ اس کتاب کے مترجم کی ناتجربہ کاری کی وجہ سے بعض ایسے غیر مستحق اور نااہل الفاظ کا استعمال اس مختصر سی کتاب میں درج ہو گئے ہیں ہم ناظرین کرام سے عفو اور درگذر کے ملتجی ہیں امید ہے کہ وہ اس غلط نامہ کو سامنے رکھ کر تصحیح کی زحمت گوارا کریں گے۔ والعفو عند کرام الناس مقبول والسلام

خادم العلم والدین

(ڈاکٹر) محمد علی الحاج سالمین

غلط	صفحہ و سطر	صحیح
پیغمبر اسلام	۷ – ۱۰	پیغمبر اسلامؐ
حضرت ابوبکر	۱۰ – ۶	حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
قرآن کہتا ہے	۱۱ – ۸	قرآن شریف فرماتا ہے
مان	۱۲ – ۷	ماں
کہتا ہے	۱۲ – ۱۳	پیغمبر اسلامؐ خود ہی فرماتے ہیں
آپ	۱۳ – ۱۶	آپؐ
پیغمبر اسلام	۱۴ – ۱۶	رسول عربی صلعم
حضرت عمر فاروق	۲۱ – ۹	حضرت عمرؓ فاروق
حضرت فاطمہ	۲۳ – ۱۵	حضرت فاطمہؓ

(باقی اگلے صفحہ پر)

۷۸۶

اسلام اور جمہوریت

از

محمد علی الحاج سالمین
(ڈی۔ لٹ (یو۔ ایس۔ اے))

مصنف اور مسلم مبلغ
صدر و بانی
دی گرینڈ مسلم مشن ممبئی

تمہید

۹ نومبر ۱۹۰۶ء میں ڈاکٹر محمد علی الحاج سالمین بمبئی میں پیدا ہوئے۔ آپ عربی النسل ہیں۔ آپ کے والد مرحوم اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ بحیثیت تاجر ہندوستان میں تشریف لائے۔ آپ کے دادا نے سنہ ۱۳۱۰ھ یعنی سنہ ۱۸۹۲ء میں بمبئی میں انتقال کیا۔

ڈاکٹر سالمین صاحب نے یونائیٹڈ اسٹیٹ امریکہ کی بین الاقوامی یونیورسٹی سے انگریزی ادب میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ہے۔ لندن کی بین الاقوامی سوسائٹی سے بیچلر آف لٹریچر (بی-ال آئی ڈی ٹی) کی ڈگری حاصل کی ہے۔ آپ نے میسور کالج سے ہومیو پیتھک میڈیسن کا امتحان پاس کیا ہے۔ آپ اردو انگریزی اور فارسی کے پروفیسر رہ چکے ہیں بعض اوقات آپ عربی زبان کے ممتحن بھی رہ چکے ہیں آپ نے انگریزی اردو اور عربی میں تقریباً ۵۰ کتابیں تصنیف کی ہیں آپ انگریزی کے بہت بڑے شاعر بھی ہیں آپ نے نبی اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی

اپیل

ہمارے مشن کو مندرجہ ذیل چیزوں کی اشد ضرورت ہے۔ ہم ہمدردان اسلام سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ جلد از جلد مشن کی ضرورتوں کو پورا کریں۔

(۱) بمبئی یا بمبئی کے مضافات میں مشن کے لیے ایک بلڈنگ

(۲) سو (۱۰۰) کرسیاں

(۳) مشن کی کتابوں کو رکھنے کے لیے چھ الماریاں

(۴) چار سیلنگ فین اور بارہ بنچیں

(۵) اسلام کے بارے میں انگریزی اردو۔ عربی۔ گجراتی میں بیس کتابیں شایع کرنے کے اخراجات

(۶) پرنٹنگ پریس

مندرجہ بالا ضروریات کیلئے ہمارے مشن کو روپیہ کی فوری ضرورت ہے، آپ سے درخواست کی جاتی ہے کہ آپ خدا اور اسکے رسول کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے زکواۃ خیرات۔ فطرہ۔ بینک کے سود وغیرہ سے ہمارے مشن کی امداد کیجئے

(نوٹ) تمام خط و کتابت اور ارسال زر کا پتہ :۔

ڈاکٹر محمد علی الحاج سالمین
صدر و بانی دی گرینڈ مسلم مشن
محبوب منزل۔ بی بلاک مسافر خانہ روڈ فورٹ بمبئی
(انڈیا)

آپ عربی ۔ انگریزی ۔ فارسی اور اردو میں بہت ہی فصیح و بلیغ تقریر کرتے ہیں سنہ ۱۹۳۶ء میں آپ ہفتہ وار گلانس انگریزی اور اردو میں شایع کرتے تھے ۔ اور سنہ ۱۹۲۸ء میں شیعہ اور سنی عوام الناس کی اصلاح اور بہبودی کے لئے دی ڈیلوائٹ میسیج نامی رسالہ مہینہ میں دو مرتبہ چھاپتے تھے ۔ لیکن بہت زیادہ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ دونوں پرچوں کی اشاعت فنڈ کی کمی کی وجہ سے بند کردینی پڑی ۔

آپ کی انگریزی تصنیف "ہسٹری اینڈ فلاسفی آف حسین مارٹرڈم" عربی بولنے والے ممالک میں اسقدر مقبول ہوئی کہ دنیائے اسلام کی سب سے بڑی یونیورسٹی جامعۂ ازہر مصر (قاہرہ) نے اسکا عربی ترجمہ شایع کیا ۔ جامعہ ازہر کے ریکٹرس آفس نے مصنف کی سوانحعمری مذکورہ بالا کتاب کے ساتھ ترجمہ کرکے شایع کرنے کی درخواست کی تھی ۔

حکیم قاضی عبد الرحمٰن

سکریٹری گرینڈ مسلم مشن

بمبئی ۔ ۲۷ جون سنہ ۱۹۴۷ء

انگریزی نظم میں لکھی ہے۔ آپ کے سیکڑوں مضامین جو اسلام پر انگریزی اور عربی زبانوں میں لکھے گئے۔ مصری شامی اور ہندوستانی اخباروں اور رسالوں میں چھپ چکے ہیں۔

آپ کی عمر تقریباً ۵۰ سال کی ہے۔ آپ اپنی مادری زبان عربی میں گفتگو کرتے ہیں۔ آپ کو انگریزی۔ عربی۔ فارسی اور اردو پر بھی کافی قدرت حاصل ہے آپ گرینڈ مسلم مشن کے بانی اور لائف پریسیڈنٹ ہیں۔ گزشتہ ۲۰ سال سے آپ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کر رہے ہیں۔ امیر شکیب ارسلان مرحوم نے آپ کی بہت تعریف کی ہے۔ ہندوستان کے تقریباً تمام بڑے بڑے علمانے آپ کی خدمات کا اعتراف کیا ہے۔ یہانتک کہ مولینا ابوالکلام آزاد صاحب نے بھی آپ کی تعریف کی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے بمبئی میں اعلیٰ حضرت عبدالرحمٰن اعظم پاشا۔ اعلیٰ حضرت محمد علی الوبا پاشا اور حضرت امین الحسینی مفتی اعظم فلسطین سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ اعلیٰ حضرت فاروق شاہ مصر۔ اعلیٰ حضرت محمد علی ولیعہد مصر اور شاہ ایران نے آپ کی اسلامی تصانیف کی بہت زیادہ قدر کی ہے۔

حال ہی میں آپ نے دنیا کی مشہور عربی کتاب نہجۃ البلاغہ کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے۔ یہ بات واضح رہے کہ اس مشہور و معروف کتاب کا یہ پہلا انگریزی ترجمہ ہے۔

انسانِ کامل

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سے دنیا نے زندگی کے تمام شعبوں میں بہت نمایاں ترقی کی ہے۔ اس واقعہ سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ اسلام نے بھی جس کا بیج رسول (صلعم) نے بویا تھا کافی ترقی کی۔ اسلام کے پیدا کئے ہوئے فلاسفہ اور علماء قدیم اور جدید فلاسفہ اور علماء سے گوئے سبقت لے گئے ہیں یہ بھی ناقابل تردید واقعہ ہے کہ گزشتہ چند صدیوں میں غیر اسلامی دنیا خصوصاً یورپ نے مسلمانوں سے زیادہ سیاست۔ فلسفہ۔ طب اقتصادیات وغیرہ میں اسلام سے استفادہ حاصل کیا ہے۔ چونکہ یورپ نے اسلام سے بہت زیادہ استفادہ حاصل کیا ہے۔ اس لئے یہ ان کا اخلاقی فرض ہے کہ پیغمبر اسلام کے ممنون احسان ہوں جنہوں نے (رسول اللہ) دنیا میں ایک نئے دور کا آغاز کیا اور جنکی تعلیم سے اہل یورپ نے مستفید ہو کر بہت زیادہ ترقی کی۔

فہرست

(۱) تمہید
(۲) انسان کامل
(۳) خدا کا آخری نبی
(۴) ہم اور ہمارا وجود
(۵) اسلام اور جمہوریت
(۶) اپیل
(۷) گرینڈ مسلم مشن کے اغراض و مقاصد
(۸) ہماری تصانیف برائے فروخت
(۹) جلد شایع ہونے والی کتابوں کی فہرست
(۱۰) مفت اسلامی لٹریچر
(۱۱) ارکان مشن
(۱۲) آئین و ضوابط

وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ وہ انسانی فہم و ادراک سے باہر ہے۔

بقول اکبر الہ آبادی

جو سمجھ میں آگیا پھر وہ خدا کیونکر ہوا
عقل سے جو گھر گیا لا انتہا کیونکر ہوا

ایسی صورت میں یہ ضروری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے جن میں خدا کی تمام صفات بدرجہ اتم موجود تھیں۔

یہ ایک ناقابل تردید اور مسلمہ واقعہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی تمام صفات کے مظہر تھے دنیا میں کوئی اور ایسا شخص نہیں گذرا ہے جو اس قدر مقبول و مشہور ہو یا جسکی زندگی کو لوگ اس قدر زیادہ پڑھتے ہوں۔ کسی الہامی کتاب میں خدا کا اتنا ذکر نہیں ہے جتنا قرآن میں ہے۔ اور دنیا میں کسی شخص نے خدا کی اس قدر عبادت نہیں کی جس قدر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کی۔ انہوں نے ہر چیز اور ہر کام میں خدا کو یاد کیا اور ہر چیز میں ان کو خدا کا جلوہ نظر آیا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ خدا پر اس قدر راسخ اور مضبوط تھا کہ دنیا میں ایسے پختہ عقیدہ کا دوسرا کوئی شخص نظر نہیں آتا

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ایسی ہے جس سے دنیا کا ہر شخص فائدہ اٹھا سکتا ہے اور دنیاوی ترقی حاصل کر سکتا ہے۔ جو شخص خدا کو جاننا اور سمجھنا چاہتا ہے حضرت رسول اللہ اسکی بھی رہنمائی کر کے خدا تک پہنچا دیتے ہیں اس میں ذرہ بھی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ رسول اللہ سے پیشتر بہت سے سچے خدا پرست تھے۔ بہت قومیں بھی ایسی تھیں جو ایک ہی خدا کی عبادت کرتی تھیں۔ آجکل بھی بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نہیں ہیں لیکن موحد ہیں۔ انکو اس خدا کو سمجھنا چاہیئے جسکی وہ پرستش کرتے ہیں اور اس خدا کو بھی سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے جسکی عبادت پیغمبر علیہ السلام نے سکھائی ہے۔ "کہو۔ وہ (خدا) ایک ہے" ہمارے اس خدا کا مقابلہ دنیا کے اور کسی دوسرے خدا سے نہیں ہو سکتا پیغمبر اسلام اور مسلمانوں کا خدا رحمٰن ہے۔ رحیم ہے۔ مہربان ہے۔ بزرگ ہے۔ خالق ہے۔ مالک یوم الدین ہے۔ مختصراً وہ تمام جہانوں کا خدا ہے۔ وہ قہار ہے جبار ہے۔ رزاق ہے۔ عادل ہے۔ وہ نہ سوتا ہے، اور نہ انسانی کمزوریوں کا شکار ہوتا ہے۔ اس لئے نہ کسی کو جنا ہے اور نہ وہ کسی سے جنا گیا ہے۔ اس کا علم اور اس کی طاقت لا محدود ہے۔ وہ ازلی ہے۔ وہ ابدی ہے۔

تلوار واپس دی اور کہا " وہ خدا جس نے مجھکو بچایا ہے تمہیں بھی بچائے گا۔"

حضرت محمد مجسمہ رحمت تھے یا جیسا عیسائی کہتے ہیں " خدا کی محبت تھے "، کوئی شخص بھی آپ کی رحمت سے محروم نہیں ہوا۔ یتیم۔ نادار۔ بڈھے۔ جوان۔ مالدار اجنبی۔ سب آپ سے فیض یاب ہوئے۔ لیکن دنیا پر آپ کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ آپ نے جنت کا دروازہ سب کے لئے کھول دیا۔ قرآن کہتا ہے کہ انسان کے محض اعمال دیکھے جائیں گے۔ بقول علامہ اقبال مرحوم

عمل سے زندگی بنتی ہے، جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

اس سے بڑھکر انصاف کی نظیر پیش نہیں کی جاسکتی۔

عیسائی چرچ کا اٹل فیصلہ کہ وہ نیک لوگ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پیشتر مرچکے ہیں اور وہ لوگ جنہوں نے عیسائی مذہب قبول نہیں کیا ہے۔ اور وہ معصوم بچے جو بغیر بپتسمہ (BAPTISM) کے مرجاتے ہیں جہنمی ہیں۔ اس کے برخلاف اسلام اعلان کرتا ہے کہ ہر شخص چاہے وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہے اپنے نیک اعمال کی جزا پائے گا۔ اس اعلان سے نہ محض وہ نیک و پاک روحیں نجات پائینگی

مندرجہ ذیل واقعات سے اس بات پر کافی روشنی پڑتی ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ سے مدینہ ہجرت کر رہے تھے۔ راستہ میں ایک غار میں چھپ گئے۔ جب دشمن وہاں آئے تو حضرت ابو بکر کو خطرہ محسوس ہوا کہ وہ لوگ یا تو گرفتار کر لیے جائیں گے یا قتل کر دیئے جائیں گے۔ لیکن حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر سے یہ کہہ کر ان کا خوف دور کیا "ڈرو نہیں" اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بہت تھکے ہوئے تھے۔ ایک درخت کے نیچے آرام کرنے کے لیئے لیٹ گئے اور آپ کو نیند آگئی۔ ایک کافر کا اسطرف سے گذر ہوا اور اس نے رسول اللہ کو سوتے دیکھ کر تلوار نکالی اور کہا "بتاؤ اب تم کو کون بچائیگا" رسول اللہ نے کہا "میرا خدا" اور آپ اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ آدمی اس قدر خوفزدہ ہوا کہ تلوار اسکے ہاتھ سے گر گئی۔ حضرت محمدؐ نے اسکی تلوار اٹھا کر اس سے پوچھا "بتاؤ اب تمہیں کون بچائے گا؟" وہ آدمی کانپنے لگا۔ اسلیئے کہ اسکو اپنے دیوتاؤں کی طاقت پر یقین نہ تھا۔ حضرت محمدؐ نے اسکو

اس اعتراض کی اہمیت اور بھی کم ہو جاتی ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ دوسرے مذاہب کے لوگ اپنے رشی۔ منی یا پیغمبروں کو خدا کا اوتار یا خدا کا بیٹا قرار دیا ــــــ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کھلم کھلا اعلان کیا کہ میں دنیا میں صلح و آشتی کا پیغام لیکر نہیں آیا ہوں بلکہ باپ اور بیٹے میں جنگ و جدال کرانے کے لئے آیا ہوں۔ جہاں تک شادی کا تعلق ہے حضرت عیسیٰ مسیح نے شادی اور بیاہ کو ایک نیک اور پاک اتحاد قرار دیا ہے۔ ہندؤں کی مقدس کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے سب دیوتاؤں اور اوتاروں نے شادیاں کی تھیں بہت سے لوگ پتھروں دریاؤں۔ درختوں وغیرہ کی پرستش کرتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ ان کو خدا کا اوتار سمجھتے ہیں۔ کاش! اگر وہ ان بیجان دیوتاؤں کے بجائے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو خدا کی صفات کے مظہر تھے پیرو ہوتے!

پیغمبر اسلام خود ہی کہتا ہے "میں تمہاری طرح ایک انسان ہوں" (قرآن) بدھ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح نہ تو انہوں نے اپنے ہی ہاتھوں سے انسانی جذبات کا خون کیا اور نہ وہ تارک الدنیا ہوئے انکی طرح آپ نے اوائل عمری میں غار حرا میں بیٹھ کر مراقبہ کیا اور خدا کی عبادت کی۔ لیکن جب آپ نے زندگی کی اصلی غرض اور اسکا راز معلوم کر لیا تو جنگلوں اور پہاڑ کونوں کی کھوہوں میں عبادت و ریاضت کرنے کے بجائے آپ انسانی آبادیوں میں رہے دنیا کے لوگوں کے ساتھ رہے

جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر تھیں بلکہ موجودہ زمانہ کے بھی نیک و پاک لوگ اپنے نیک اعمال کی بنا پر نجات کے مستحق ہیں۔ جنت کے دروازے سب کے لئے یکساں کھلے ہوئے ہیں اور سب لوگ جنت میں جا سکتے ہیں بشرطیکہ ان کے اعمال نیک ہوں۔ کسی کو ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ سب لوگ خدا کے مخلوق ہیں اور اللہ رحمٰن و رحیم ہے اور اپنے بندوں پر ماں سے زیادہ مہربان ہے۔ اس کا قانون سب کے لئے یکساں ہے۔ سورۂ فاتحہ پر غور کیجئے خدا فرماتا ہے۔

"سب تعریف اس خدا کے لئے ہے جو تمام دنیاؤں کا رب ہے" یاد رکھئے اس میں یہ نہیں کہا گیا ہے کہ وہ صرف مسلمانوں کا خدا ہے۔ سورۂ فاتحہ ایک ایسی سورۃ ہے جسکو ہر مذہب و ملت کا پیرو خدا کی رحمت کے لئے پڑھ سکتا ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحمت عالم تھے۔ لیکن بعض نا سمجھ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر آپ میں مندرجہ بالا اوصاف تھے تو پھر آپ نے انسانی کمزوریوں کا اظہار کیوں کیا۔ مثلاً آپ نے کافروں سے جنگ کیوں کی؟ آپ نے شادیاں کیوں کیں؟ یقیناً آپ نے ایسا کیا۔ اگر آپ نے کافروں سے جنگ نہ کی ہوتی۔ اگر آپ نے شادیاں نہ کی ہوتیں تو یقیناً آپ خدا ہوتے اور خدا کی صفات کے مظہر نہ ہوتے

جنگلوں اور کھوہوں میں خدا کی عبادت اور ریاضت شروع کی لیکن رسالت کے بعد آپ نے اس طریقۂ عبادت اور ریاضت کو چھوڑ دیا۔ اسلئے رہبانیت کو اسلام پسند نہیں کرتا۔ حضرت عیسیٰ مسیح کے نزدیک تبلیغ کا مقصد خدا کی حکومت قائم کرنی ہے گوتم بدھ کے خیال [illegible] مقصد مکتی اور نجات ہے حضرت
حضرت محمدؐ کے نزدیک تبلیغ کا مقصد حق اللہ اور حق العباد کو بخوبی ادا کرنا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان چند آدمیوں کی بھی اصلاح نہ کر سکے جو ہمیشہ آپ کے ساتھ رہتے تھے۔ آپ کے حواریوں میں سے ایک نے بروقت ضرورت آپ کے خلاف جھوٹ بولا۔ اور دوسرے نے آپ کے خلاف غداری کی اور آپ کو دشمنوں کے حوالے کرا دیا۔ برخلاف اسکے حضرت محمدؐ نے اپنی عملی زندگی اور تعلیم سے نہ محض ایک درجن بلکہ ایک پوری قوم کی اصلاح کی۔ دنیا میں زندگی بسر کرنے کیلئے اخلاقی قوانین اور حکومت کرنے کے لئے ضوابط و اصول بنائے۔ آج بھی دنیا کی قومیں ان قوانین و ضوابط پر عمل کر کے اپنے تمام مسائل کو حل کر سکتی ہیں اور دنیا میں بہترین قوم بن سکتی ہیں۔

گوتم بدھ کی طرح حضرت محمدؐ نے نجات (مکتی) یا جنت کا تصور کیا۔ لیکن بدھ کی طرح آپ کی تارک الدنیا نہ ہوئے بلکہ دنیا میں رہکر دنیاوی تعلقات کو قائم رکھتے ہوئے لوگوں کو نجات کا راستہ

دنیا کے لوگوں کے ساتھ تعلقات قایم رکھے۔ لیکن خدا کو نہیں بھولے دنیا میں رہے لیکن دنیا کے ہو کر نہ رہے۔ ہر حال میں ہر کام میں خدا کو یاد رکھا۔ آپ نے دنیا کے سامنے اپنا نمونہ پیش کیا کہ ایک انسان حق اللہ اور حق العباد کو بخوبی ادا کرسکتا ہے۔ حضرت محمدؐ کو انسان کامل محض اسلئے کہا جاتا ہے کہ ایک طرف تو آپ خدا تعالیٰ کی صفات کے مظہر تھے اور دوسری طرف آپ نے انسانی جذبات اور دنیاوی تعلقات کو قایم رکھا۔ اس طرح آپ خالق اور مخلوق میں تعلق پیدا کرنے والے بن گئے۔ اور دنیا کے ہادی ہوئے۔ خالق اور مخلوق کے تعلق کو جس طرح عیسائی مذہب نے پیش کیا ہے اس سے خدا کے مرتبہ کی اہمیت بہت زیادہ کم ہو جاتی ہے۔

بقول گبن حضرت مریم خدا کی بیوی تھیں وہ حاملہ ہوئیں اور خدا کا ایک بیٹا (حضرت عیسیٰ) پیدا ہوا۔ اس بیٹے میں تمام انسانی اوصاف موجود تھے آخر کار یہودیوں نے خدا اس اکلوتے بیٹے کو پھانسی کے تختے پر لٹکا کر مار ڈالا۔ برخلاف اسکے پیغمبر اسلام نے جو رشتہ خالق اور مخلوق میں قایم کیا ہے اس سے خدا کا مرتبہ بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے اسلئے کہ حضرت محمدؐ نے حقیقی خدا کو حقیقی رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔ دوسرے رشیوں اور منیوں کی طرح حضرت محمدؐ نے بھی اوائل عمری میں

تھے۔ ایک معمولی بانس کی چٹائی پر بیٹھتے تھے حالانکہ اگر آپ چاہتے تو دنیا کی بہترین چیز استعمال کر سکتے تھے۔ آپ ہر شخص کی امداد کرتے تھے۔ کبھی آپ سڑکوں پر چھوٹے چھوٹے بچوں کی مدد کرتے تھے۔ بقول مولانا حالی

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنیوالا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ
خطا کار سے در گذر کرنے والا
بد اندیش کے دل میں گھر کرنیوالا
مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا
قبائل کو شیر و شکر کرنے والا

(مسدس حالی)

آپ کے خیال کے مطابق راستہ سے کسی کانٹے یا پتھر کا ہٹا دینا بھی نیکی ہے۔ جب آپ کسی نئے قانون کا اعلان کرتے تھے تو پہلے اپنے مکان کے لوگوں کو سنا دیتے تھے تاکہ ارتکاب جرم کی حالت میں ان کو بھی سزا دی جاسکے

بتایا۔ اگر تخلیق کا مقصد محض نجات حاصل کرنا ہے اور یہ نجات
تارک الدنیا ہو کر، دنیا سے منہ موڑ کر۔ دنیاوی لذتوں سے
پرہیز کر کے مل سکتی ہے تو ایسی مکتی یا نجات پالینا چند دنوں کا
کام ہے ایک شخص دنیا کی تمام چیزوں سے قطع تعلق کر کے کھانا پینا چھوڑ دے
اور خدا کی عبادت و ریاضت کرتا رہے یہانتک کہ وہ موت کا شکار
ہوجائے اور اسکو نجات ملجائے۔ اگر مشیت ایزدی ایسی ہی ہوتی تو
خدا اتنی چیزوں کو دنیا میں کیوں پیدا کرتا۔ پیغمبر اسلام نے نجات کا
راستہ بھی بتایا اور دنیاداری بھی سکھائی۔ لوگوں کو بتایا کہ بغیر دنیا ترک کئے
ہوئے خدا بھی مل سکتا ہے۔ نجات بھی ملسکتی ہے۔ اور دنیا بھی مل سکتی ہے
آپ کی بے نظر کامیابی کا راز آپ کی تعلیم ہے جو عین فطرت کے مطابق
ہے۔ لوگوں نے آپ کی تعلیم کو سنا ان پر عمل کیا۔ اپنی اصلاح کی
مسلمان دنیا کی بہتر بن قوم بن گئے۔ ان کی حکومت دور دراز تک پھیل گئی
موجودہ سیاست پر غور کیجئے اور دنیا کی قوموں کے تدبر
کو سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ آج دنیا میں قومیں انسانی تعلقات
میں مساوات چاہتی ہیں۔ ذرا پیغمبر اسلام کی زندگی پر نظر ڈالئے
آپ کی قوم آپ کو دونوں جہان کا بادشاہ تسلیم کرتی تھی کیوں اسنے
آپ کو بہترین انسان پایا۔ باوجود اس کے آپ کا
طرز معاشرت ایک معمولی انسان کی طرح بہت زیادہ
سادہ تھا۔ آپ پھٹے ہوئے اور پیوند لگے ہوئے کمبل اوڑھتے

یورپین مورخ کا خیال ہے کہ اس قومیت کے جنون نے لاکھوں آدمیوں کی جانیں لیں اور ہزاروں ٹن سونا برباد و تباہ ہوا اب دنیا بین الاقوامیت کے جنون میں مبتلا ہے۔ لیکن اخوت انسانی کا سبق اسلام سے بہتر اور کوئی پیش نہیں کر سکتا۔ مدینے کے انصار کا خیال کیجیے انہوں نے نہ محض مہاجرین کو اپنے یہاں پناہ دی بلکہ اپنی جائدادوں کو ان میں تقسیم کر دیا۔ انکو اپنا بھائی بنایا۔ اور ان کے ساتھ بھائیوں کی طرح پیش آئے۔ آج بھی دنیا کی کسی مسجد میں جا کر دیکھئے سب مسلمان شانہ بشانہ کھڑے ہو کر خدا کی عبادت میں مشغول ہیں۔ مسجد کے اندر غریب اور مالدار میں بادشاہ اور رعایا میں۔ کالے اور گورے میں کسی قسم کا امتیاز نہیں ہے۔ پیغمبر اسلام نے قومیت کی تنگ نظری کا گلا گھونٹ کر اخوت اور مساوات انسانی کا مژدہ سنایا۔ اسلام کے نزدیک عرب ترک منگول۔ اسپینی، اور مصری سب برابر ہیں۔ اسلام نے تمام انسانوں کو ایک ہی خدا کا مخلوق سمجھا۔ اس لئے ان میں کسی قسم کا کوئی امتیاز روا نہیں رکھا گیا۔ اس تعلیم کا نتیجہ یہ ہے کہ مسلمان دنیا کے کسی حصہ میں ہوں لیکن وہ اخوت اسلامی کے رشتہ سے بندھے ہوئے ہیں۔ عبادت عربی زبان میں فرض کی گئی تاکہ سب مسلمان ایک زبان میں اپنے خیالات کا تبادلہ کر سکیں۔ اس اخوت کے رشتہ کو مضبوط کرنے کے لئے

آپ صاحب اولاد بھی تھے لیکن اپنے بچوں میں اور دوسرے اعزہ واقربا کے بچوں میں کسی قسم کی تمیز نہیں کرتے تھے۔ آپ کا برتاؤ سب کے ساتھ یکساں تھا۔ مذہب رنگ، دولت، ثروت، غربت کسی چیز کا بھی خیال نہیں کیا جاتا تھا آپ کی نگاہ میں سب برابر تھے اور ان میں کسی قسم کا امتیاز روا نہ رکھتے تھے۔ سب کو یکساں حقوق حاصل تھے۔ اور سب کے ساتھ یکساں برتاؤ کرتے تھے۔ سچ ہے اسلام تمام امتیازات کا فنا کرنیوالا ہے۔ بقول علامہ اقبال ؎

تو راز کن فکاں ہے اپنی آنکھوں پر عیاں ہو جا
خودی کا رازداں ہو جا خدا کا ترجماں ہو جا

ہوس نے کر دیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوع انساں کو
اخوت کا بیاں ہو جا محبت کی زباں ہو جا

یہ ہندی وہ خراسانی یہ افغانی وہ تورانی
تو اے شرمندۂ ساحل اُچھل کر بیکراں ہو جا

غبار آلودۂ رنگ و نسب ہیں بال و پر تیرے
تو اے مرغ حرم اڑنے سے پہلے پر فشاں ہو جا

(طلوع اسلام)

آج دنیا کی قومیں اخوت انسانی کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔ کچھ عرصہ پیشتر دنیا قومیت کی تنگ نظری میں مبتلا تھی ایک

کٹ مرا ناداں خیالی دیوتاؤں کے لئے
سکر کی لذت میں تو لٹوا گیا نقد حیات
مکر کی چالوں سے بازی لے گیا سرمایہ دار
انتہائے سادگی سے کھا گیا مزدور مات
اٹھ کہ اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

پیغمبر اسلام نے اپنی تعلیم میں لوگوں کو دنیاوی ترقی میں برابر موقعہ ملنے کا عہد وابستہ کیا۔ رسول کے تمام صحابی عموماً اور حضرت عمر فاروق اعظم نے خصوصاً اس پر بہت سختی سے عمل کیا۔ آجکل بڑے بڑے سیاست دانوں کا خیال ہے کہ بین الاقوامی نظریہ کو مقبول اور ہردلعزیز بنانے کے لئے اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ سب لوگوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کیا جائے۔ پیغمبر اسلام نے تعلیم کو نہ محض عام کیا بلکہ تعلیم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض کیا۔ آجکل قومی حکومتیں صنعت و حرفت کو بہت زیادہ اہمیت دیتی ہیں۔ اس بارے میں رسول اللہ کا یہ ارشاد موجود ہے "مزدور خدا کا دوست ہے" دنیا کی موجودہ ترقی کا

حج فرض کیا گیا۔ آج بھی اگر آپ اخوت انسانی اور بین الاقوامیت کا نمونہ دیکھنا چاہتے ہیں تو عرب کے ریگستان میں حج کے موقعے پر تشریف لے جائیے اور مختلف ممالک کے مسلمانوں کو دیکھ کر سبق حاصل کیجئے۔

آج امریکہ میں شراب کی بندش ہو رہی ہے روس میں شرح سود پر پابندی لگائی جا رہی ہے۔ لیکن پیغمبر اسلام نے ساڑھے تیرہ سو برس پیشتر ان مسئلوں کا حل دنیا کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ سرمایہ اور محنت کا سوال بھی رسول عربی نے حل کیا ہے۔ علامہ اقبال مرحوم فرماتے ہیں ؎

بندۂ مغرور کو جا کر مرا پیغام دے
خضرؑ کا پیغام کیا ہے یہ پیام کائنات
اے کہ تجھکو کھا گیا سرمایہ دار حیلہ گر
شاخ آہو پر رہی صدیوں تلک تیری برات
دست دولت آفریں کو مزد یوں ملتی رہی
اہل ثروت جیسے دیتے ہیں غریبوں کو زکات
ساحر الموط نے تجھکو دیا برگ حشیش
اور تو اے بے خبر سمجھا اسے شاخ نبات
نسل، قومیت، کلیسا، سلطنت، تہذیب، رنگ
خواجگی نے خوب چن چن کر بنائے مسکرات

L7088

تھی، اسلامی تاریخ میں عورتوں کے کارہائے نمایاں بہت زیادہ موجود ہیں۔ حضرت فاطمہ، حضرت زینب اور حضرت عائشہ وغیرہ کے نام اسلامی تاریخ میں سنہرے حرفوں میں لکھے جاتے ہیں۔

یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اس دنیا میں ہر چیز تبدیل ہوتی رہتی ہے اور تدریجی ترقی کرتی رہتی ہے دنیا کی موجودہ تدریجی ترقی ساڑھے تیرہ سو برس پیشتر اسلامی تعلیم کی رہین منت ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ آج خود مسلمان اپنے آباواجداد کی ایجادات واختراعات کو بھول گئے ہیں۔ مسلمانوں کے موجودہ زوال کے اسباب یہ نہیں ہیں کہ وہ ہمیشہ جاہل اور پست تھے بلکہ ان کے موجودہ زبوں حالی کے دوسرے ہی اسباب ہیں جن پر روشنی ڈالنی یہاں مناسب نہیں ہے۔ علامہ اقبال رح کی ایک چھوٹی سی نظم آپ کے سامنے پیش کی جاتی ہے

خطاب بجوانان اسلام

کبھی اے نوجوان مسلم! تدبر بھی کیا تو نے؟
وہ کیا گردوں تھا توجس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا؟
تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوش محبت میں

انحصار سائنس پر ہے۔ اور قرآن مجید سائنس کا سیکھنا ایک بہت بڑی نعمت قرار دیتا ہے۔ سائنس کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جو اسلام کا رہین منت نہ ہو۔ سائنس کی تعلیم اسلام نے شروع کی۔ قرون وسطیٰ میں اہل یورپ سائنس اور فلسفہ سیکھنے کے لئے مسلم اسپین میں جاتے تھے اس لئے کہ سائنس کا پڑھنا پڑھانا مسیحی یورپ میں مذہباً ممنوع تھا۔

چند سال پیشتر دنیا کی موجودہ مہذب قوموں میں عورت ایک لعنت سمجھی جاتی تھی۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد عورتوں نے اپنے حقوق کے لئے ایجی ٹیشن کیا اور پھر ان کو کچھ حقوق ملے۔ ورنہ اس سے پہلے مکان کی چہار دیواری سے باہر ان کا کوئی بھی حق نہ تھا۔ پیغمبر اسلام نے لوگوں کو سبق دیا کہ عورتوں کا احترام کریں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ "جنت ماؤں کے پیروں کے نیچے ہے" یہ حدیث سنکر موجودہ مہذب دنیا حیرت میں پڑ جاتی ہے۔ جس زمانے میں عرب اپنی لڑکیوں کو زندہ درگور کر آتے تھے اسوقت حضرت محمدؐ اپنی لڑکی (حضرت فاطمہ) کے آنے پر احتراماً کھڑے ہو جاتے تھے دنیا کی کوئی قوم بھی عورتوں کے اتنے کارنامے نہیں پیش کرسکتی جتنے کہ اسلام پیش کر سکتا ہے۔ ایک سو پچاس برس قبل اہل یورپ تعلیم یافتہ عورتوں کو جادوگرنی کہہ کر جلا دیتے تھے چند سال پیشتر یورپ کی تاریخ عورتوں کے کارناموں سے خالی

بالکل غلط ہے۔ سائنس کی بہت سی شاخیں محض مسلمانوں کی انتھک کوششوں کا نتیجہ ہیں۔ مثلاً ریاضی، علم ہیئت اور اسی طرح دوسرے علوم۔ جب مسلمان دوسری قوموں سے ملے تو سائنس کی بہت سی شاخوں میں انہوں نے کافی اصلاح کی جس طرح مسلمانوں نے پیغمبر ملک کا کام کیا اسی طرح علوم و فنون، سائنس اور ادب میں بھی بہت زیادہ ترقی کی اگر قرآن مجید نہ ہوتا تو دنیا میں علوم و فنون اسقدر ترقی نہ کرتے۔ قرآن نے لوگوں میں علوم و فنون حاصل کرنیکا شوق پیدا کیا۔ اسیطرح اگر رسول عربی اپنا نمونہ دنیا کے سامنے پیش نہ کرتا تو دنیا اس معراج ترقی پر کبھی نہیں پہنچ سکتی اسلام کی تعمیر اس مضبوط بنیاد پر قایم کی گئی ہے یہی وجہ ہے کہ سخت سے سخت طوفانوں کا مقابلہ کرلینے کے بعد بھی اپنی جگہ پر قایم ہے۔ خدا نے محض یہ کہا "ہوجا (کن) اور دنیا پیدا ہو گئی اور ہم دیکھتے ہیں کہ اسکے بندے نے دس برس کی مدت میں پوری دنیا میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا ایک عیسائی مورخ لکھتا ہے کہ اس انقلاب کے ساتھ پیغمبر اسلام نے اپنی وفات پر ایک قوم ایک مذہب اور ایک حکومت چھوڑی

مذہب ایک اصول اور عقیدہ ہے اس لئے اس میں کسی قسم کی تبدیلی کی گنجایش نہیں ہے۔ مثلاً سچ ہمیشہ سچ ہے اور

کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاج سر دارا

تمدن آفریں، خلاق آئین جہانداری
وہ صحرائے عرب یعنی شتربانوں کا گہوارہ

سماں الفقر فخری کا رہا شان امارت میں
بآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبا را

گدائی میں بھی وہ اللہ والے تھے غیور اتنے
کہ منعم کو گدا کے ڈر سے بخشش کا نہ تھا یارا

غرض میں کیا کہوں تجھ سے کہ وہ صحرا نشیں کیا تھے
جہاں گیر و جہاں دار و جہاں بان و جہاں آرا

تجھے آبا سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تو گفتار وہ کردار، تو ثابت وہ سیارا

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث تھی پائی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

حکومت کا تو کیا رونا کہ وہ اک عارضی شے تھی
نہیں دنیا کے آئین مسلم سے کوئی چارا

مگر وہ علم کے موتی، کتابیں اپنے آبا کی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارا

یہ کہنا کہ مسلمانوں نے غیر مسلموں سے علوم و فنون سیکھا

خدا کا آخری نبی[1]

انسان کی روحانی ترقی یا انسانی روح کی تکمیل[1] دو طریقوں سے ہو سکتی ہے۔ ایک تو ان الہامی احکام سے جن کو پیغمبر دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے اور دوسرے پیغمبر کی عملی زندگی ہے۔ یعنی پیغمبر ان تمام احکام خداوندی پر عمل کر کے اپنا نمونہ دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اسی لئے قرآن مجید نے اس بات پر زور دیا ہے کہ انسان کی روحانی اصلاح و ترقی کے لئے انسان ہی معلم ہونا چاہئے۔ اس کام کو فرشتے انجام نہیں دے سکتے۔ اس لئے کہ وہ اپنا نمونہ انسان کے سامنے پیش نہیں کر سکتے۔ اس لئے اگر اس بات کو مان بھی لیا جائے کہ خدا اوتار بنکر دنیا میں لوگوں کے سامنے آسکتا ہے لیکن یہہ واضح رہے کہ وہ بہترین عملی نمونہ انسان کے لئے

---

[1] یہ مضمون استار بمبئی میں ۱۶ مارچ ۱۹۴۷ء میں شائع ہو چکا ہے۔

جھوٹ ہمیشہ جھوٹ ہے۔ لیکن قوموں اور حکومتوں میں زمانہ کے حالات کے مطابق تبدیلی ہوا کرتی ہیں اور مسلمانوں اور اسلام کی موجودہ حالت اسی کا نتیجہ ہے۔

اسلام کے ساتھ یہ خصوصیت ہے کہ سب کچھ نہیں کھویا یا گیا۔ اسلام اپنی کھوئی ہوئی شان و شوکت کو دوبارہ حاصل کر سکتا ہے اگر دنیا کے تمام مسلمان آپس میں متحد ہو جائیں اور تمام مدافعانہ قوتوں کو استعمال میں لائیں اور موجودہ زمانہ کے علوم و فنون سے استفادہ لیں۔

نبیؐ نے کیا خلق سے قصد رحلت

مسلمانوں کا یہ عقیدہ کہ محمدؐ آخری نبی ہیں قرآن مجید کے حکم کے مطابق ہے۔ ان کے اس راسخ عقیدہ کی بنیاد کسی ناقص دنیاداری پر نہیں ہے۔

نہیں پیش کر سکتا۔ کیونکہ وہ خدا ہے اور اسکی تقلید انسان نہیں کر سکتا
جس طرح تعلیم اور نمونہ ہر پیغمبر کے لئے ضروری ہے
اسی طرح ہمارے آخری رسول کے لئے یہ دونوں چیزیں بہت
ضروری تھیں۔ پہلی بات جس تعلیم یا جس مذہب کو آپ نے دنیا
کے سامنے پیش کیا وہ مکمل ہو اور قیامت تک اس مذہب
کی تقلید پر عمل کیا جا سکے۔ دوسری بات یہ کہ رسول اپنی تعلیم
یا مذہب کا بہترین نمونہ دنیا کے سامنے پیش کریں تاکہ لوگوں
کے اعمال کی اصلاح ہو سکے۔ اس نظریہ کے ماتحت مسلمانوں کا
عقیدہ ہے کہ حضرت محمدؐ آخری پیغمبر تھے۔ کیونکہ خدا نے آپ کے
ذریعے دنیا میں ایک مکمل مذہب پیش کیا۔ قرآن مجید میں
ان تمام اوامر و نواہی جن کی ضرورت تا قیامت پڑے گی
پیش کر دئے گئے ہیں۔ اور پھر حضرت محمدؐ نے بنی نوع
انسان کی ہدایت کے لئے اپنی زندگی کا نمونہ پیش کیا۔ ان
دونوں ضرورتوں کے پورا ہو جانے کے بعد اب پھر کسی نبی یا
رسول کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ مولانا حالی مرحوم فرماتے
ہیں سے

جب امت کو سب مل چکی حق کی نعمت
ادا کر چکی فرض اپنا رسالت
رہی حق پہ باقی نہ بندوں کی حجت

اور قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ رسول بہترین اخلاق کے مالک تھے۔ ذیل میں مندرجہ بالا بیان کی تشریح کی گئی ہے۔ ایک آدمی میں خاکساری اور انکساری کی صفت پائی جاتی ہے۔ لیکن اگر قوت اور طاقت پانے پر بھی اس میں یہ صفت باقی رہتی ہے تو پھر یہ صفت پایۂ تکمیل تک پہنچ جاتی ہے۔ صدقہ اور خیرات کا تصور کیجئے، ایک غریب اور نادار شخص بھی صدقہ اور خیرات کر سکتا ہے لیکن وہ محض اپنے خیال اور ارادوں ہی میں ایسا کر سکتا ہے کیونکہ صدقہ اور خیرات کرنے کے لئے اسکے پاس روپیہ نہیں ہے۔ لیکن حصول دولت کے بعد صدقہ اور خیرات دینے سے اسکی یہ صفت پایۂ تکمیل تک پہنچ جاتی ہے یہی حالت عفو و درگذر کی ہے۔ ایک شخص اپنے دشمن سے انتقام لے سکتا ہے لیکن وہ اسکو معاف کر دیتا ہے۔ یہ انسانی کیرکٹر (سیرت) کی انتہائی بلندی ہے۔ "انسان کے ذخیرۂ اخلاق میں سب سے زیادہ کمیاب اور نادر الوجود چیز دشمنوں پر رحم اور ان سے عفو و درگذر ہے لیکن حامل وحی و نبوت کی ذات اقدس میں یہ جنس فراواں تھی۔ تمام روایتیں اس بات پر متفق ہیں کہ آپ نے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا" (سیرت النبی جلد دوم صفحہ ۲۵۹ از علامہ شبلی نعمانی)

" در عفو لذتیست کہ در انتقام نیست "

اخلاق نبوی

حضرت محمدؐ کے اخلاق کے بارے میں قرآن مجید کی ابتدائی سورتوں میں (وہ سورتیں جو رسالت کے ابتدا میں نازل ہوئی تھیں) ذکر ہے "وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم (ترجمہ) اور بیشک تمہارے اخلاق بڑے اعلیٰ درجہ کے ہیں (پارہ ۲۹- سورہ القلم۔ آیت ۴)

فَاسْتَوٰی وَھُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی (ترجمہ) اور جب یہ (آسمان کے) اونچے (مشرقی) کنارے پر تھا تو وہ (اپنی اصلی صورت میں) سیدھا کھڑا ہوا (پارہ ۲۷- سورہ النجم۔ آیت ۶ اور ۷) محمد علی صاحب لاہوری اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس سے مراد وہ روشنی ہے جسکو رسولؐ نے دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلا دیا۔

رسول کی حدیث میں موجود ہے کہ میں رسول اس لئے بنایا گیا تاکہ بہترین اخلاق کا نمونہ لوگوں کے سامنے پیش کروں"

رسول کامل

یہ واقعہ مسلّم ہے کہ حضرت محمدؐ کے اخلاق و عادات بہت ہی اعلیٰ وارفع تھے آپ کا بدترین دشمن بھی اس ناقابل تردید واقعہ سے انکار نہیں کر سکتا ہے سخت سے سخت نکتہ چیں بھی اس واقعہ سے انکار کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ حضرت محمدؐ نے اپنی زندگی مختلف حالات میں بسر کی آپ کے والد کی وفات آپ کی پیدائش سے پیشتر ہو گئی۔

پیدائش کے چند سالوں کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ کا بھی انتقال ہو گیا۔ بچپن کا زمانہ یتیمی اور معصومیت میں گذرا بالغ ہونے پر خواہشات نفسانی کے شکار نہیں ہوئے بلکہ ایک انسان صالح کی حیثیت سے آپ نے اپنے آپ کو پیش کیا۔ ۲۵ برس کی عمر میں ایک دولتمند ۴۰ برس کی بیوہ عورت سے شادی کی۔ لیکن اسکی تمام دولت کو غریبوں میں تقسیم کر دیا۔ پوری قوم آپ کو "امین" کے نام سے پکارتی تھی۔ چالیس سال کی عمر میں

ایک انسان کامل کے اخلاق اعلیٰ کی تکمیل کے لئے دو چیزیں ضروری ہیں اول اس شخص کو اپنی زندگی میں ایسے مواقع ملنے چاہئیں کہ وہ اپنے اعلیٰ اخلاق کا نمونہ پیش کر سکے۔ دوم وہ اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ حالت مجبوری میں نہ کرے، بلکہ صاحب اقتدار ہوتے ہوئے کرے۔ دنیا میں ایسی مثالیں ملتی جہاں انسان نے ایک صنعت کو درجہ کمال تک پہنچایا ہو لیکن ساتھ ہی ساتھ دوسری صفات کو قربان کر دیا ہو۔ مثلاً ایک شخص سخاوت، عفو اور درگذر میں بہت زیادہ بڑھا ہوا ہے لیکن انصاف کا خون کرتا ہے۔ برخلاف اس کے قرآن مجید کی سورتیں شاہد ہیں کہ حضرت محمدؐ نے اپنے اخلاق کو درجۂ کمال تک پہنچایا۔ جب ایک ایسے انسان کامل کی زندگی ہمارے سامنے موجود ہے تو پھر ہمیں کسی دوسرے دروازۂ رشد و ہدایت کے لئے دستک دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب آفتاب اپنی پوری روشنی کے ساتھ چمک رہا ہو تو ایک چراغ جلا کر کتاب پڑھنی انتہائی حماقت کی دلیل ہے۔

آپ نے اس پیشکش کو بغیر کسی پس و پیش کے فوراً رد کر دیا اور جب آپ بادشاہ ہوئے اور ملک کی ساری دولت آپ کے قبضہ میں آگئی۔ پھر آپ نے اس طرف ذرہ بھی التفات نہ کیا۔ اور حسب معمول فقر و فاقہ میں زندگی بسر کرتے رہے۔ بہت سے ایسے آدمی گذرے ہیں جنہوں نے بادشاہت چھوڑ کر فقر و فاقہ میں زندگی گذاری۔ لیکن یہ صفت اتنی قابل تعریف نہیں جتنی کہ بادشاہ ہوتے ہوئے فقر و فاقہ میں زندگی گذارنی چنانچہ اسی بنا پر خود آپ اور تمام اہلبیت کی زندگی اکثر فقر و فاقہ میں گذرتی تھی۔ بقول علامہ ڈاکٹر اقبال مرحوم

سماں الفقر فخری کا رہا شان امارت میں
بآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبا را

آپ نے نبوت کا دعوی کیا بقول علامہ حالی مرحوم

یہ چالیسویں سال لطف خدا سے
کیا چاند نے کھیت غار حرا سے

اور پوری قوم آپ کی جانی دشمن ہو گئی آپ کی مجبوری اور بیکسی کی حالت کا اندازہ کیجئے کہ مدینہ کی ہجرت کے وقت آپ کے ساتھ محض ایک حضرت ابو بکر صدیق تھے۔ مدینہ منورہ میں انصار نے آپ کی دل کھول کر مدد کی اور یہودیوں نے آپ سے معاہدہ کیا۔ پھر غزوات شروع ہوئے اور چاروں طرف سے عرب آپ کو قتل کرنے کے لئے آئے لیکن آپ کی دشمنوں پر فتح ہوئی اور آپ بادشاہ ہو گئے۔ مدینہ میں آپ بادشاہ تھے۔ جج تھے۔ مجسٹریٹ تھے۔ جنرل تھے۔ صلح جو تھے۔ مقنن تھے مبلغ تھے۔ آپ نے ان سب حیثیتوں سے خود کو انسان کامل ہونے کا ثبوت پیش کیا آپ نے اپنے اخلاق و عادات کا نہایت اعلیٰ وارفع نمونہ پیش کیا۔

آپ کے دشمن بھی اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ آپکو جوانی کی حالت میں بھی، جب خواہشات نفسانی انتہائی عروج پر ہوتی ہیں دولت حاصل کرنے کی ذرہ برابر بھی تمنا نہیں ہوئی اور آپ کی نگاہ میں دولت کی کوئی قدر وقیمت نہ تھی۔ قریش نے اپنے ملک کی تمام دولت آپ کے سامنے پیش کی۔

مسلمانوں پر بے پناہ مظالم کئے تھے۔ خود رسول کو بارہا قتل کروا لینے کی رائیگاں کوشش کی تھی۔ لیکن حضورؐ جب فاتح کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہوئے تو آپ نے سب دشمنان اسلام کو معاف کر دیا۔ فرمایا "جو ابو سفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا اسکا قصور معاف ہو جائیگا۔ کیا دنیا کے کسی فاتح نے اپنے دشمن کے ساتھ یہ برتاؤ کیا ہے؟ مولانا حالی مرحوم نے بالکل درست کہا ہے ؎

خطاکار سے درگذر کرنے والا
بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا

شجاعت یہ وصف انسانیت کا اعلیٰ جوہر اور اخلاق کا سنگ بنیاد ہے۔ عزم۔ استقلال۔ حقگوئی۔ راست گفتاری۔ بُردلی یہ تمام باتیں شجاعت ہی سے پیدا ہوتی ہیں۔ آنحضرت صلعم کو سینکڑوں مصائب و خطرات اور بیسیوں معرکے اور غزوات پیش آئے لیکن کبھی پامردی اور ثبات کے قدم نے لغزش نہیں کھائی۔ غزوۂ بدر کی گھمسان لڑائی میں ۳۰۰ نہتے مسلمانوں کے قدم جب ایک ہزار مسلح فوج کے حملوں سے ڈگمگا جاتے تھے تو دوڑ کر مرکز نبوت ہی کے دامن میں آکر پناہ لیتے تھے،، (سیرت النبی جلد دوم صفحہ ۲۴۴۔ علامہ شبلی مرحوم) عدل و انصاف کی بھی بے نظیر مثال آپ نے پیش کی ہے۔ ایک یہودی اور ایک مسلمان

عفو و درگذر

انسان کے ذخیرۂ اخلاق میں سب سے زیادہ کمیاب اور نادر الوجود چیز دشمنوں پر رحم اور ان سے درگذر ہے لیکن حاملِ وحی و نبوت کی ذات اقدس میں یہ جنس فراواں ہے" (سیرۃ النبی۔ جلد دوم۔ صفحہ ۲۵۹۔ شبلی نعمانی) آپ دشمن اور دوست میں کسی قسم کی تمیز نہیں کرتے تھے۔ غزوۂ احد میں بعض مسلمانوں نے آپ کے احکام کی خلاف ورزی کی جس کا انجام مسلمانوں کے لئے بہت برا ہوا۔ لیکن رحمت عالم نے نہ تو ان سے باز پرس کی اور نہ ان کو لعنت و ملامت کی بلکہ ان کو معاف کر دیا۔

فتح مکہ کے وقت جس طرح آپ دشمنان اسلام سے پیش آئے اسکی مثال دنیا کی تاریخ نہیں پیش کر سکتی۔ رسالت کے وقت سے اہل مکہ رسول اور اسلام کے بدترین دشمن تھے انہوں نے اسلام کی بیخ کنی کی ہر ممکن کوشش کی تھی انہوں نے

ہم اور ہمارا وجود

کسی فرقہ یا قوم کی تنزلی یا ترقی کا انحصار اس کے افراد کی سعی و کوشش پر ہے جس کا اظہار وہ اپنے قوم کی بقا کے لئے دوران جنگ میں کرتے ہیں۔ اگر اسکے افراد میں قومی ہمدردی اخوت، مساوات اور اتحاد کے جذبات موجود ہیں تو یقیناً وہ دوسری قوموں پر فتح حاصل کریگی اور دنیا کی دوسری قوموں کی رہنمائی کرے گی۔

آجکل ہماری قوم سو رہی ہے۔ مسلمانوں نے مذہب کو خیرباد کہدیا ہے مذہب کا احترام لوگوں کے دلوں سے نکل گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ لوگ اسلام، اس کے اصول اور اسکی تعلیم سے بہت دور ہو گئے ہیں۔ چودہ سو برس پیشتر حضرت محمدؐ نے موجودہ مسلمانوں کی ناگفتہ بہ حالت کی طرف اشارہ کیا تھا

ع یہ مضمون جون ۱۹۴۳ء میں پہلی بار رسالہ کی شکل میں شایع کیا گیا۔

کا جھگڑا آپ کے سامنے پیش کیا گیا۔ مقدمہ سننے کے بعد آپ نے یہودی کی موافقت میں فیصلہ دیا۔

آپ کو خدا پر اسقدر بھروسہ تھا کہ آپ نے کبھی اپنی ذاتی حفاظت کا خیال نہ کیا۔ لیکن آپ اسقدر زیادہ محتاط بھی تھے کہ کہیں ذرہ بھر بھی گڑبڑی کا اندیشہ ہو تو فوراً لوگوں کو بھیج کر اس فتنے کی آگ بجھا دیتے تھے۔ آپ کو خدا سے اس قدر زیادہ محبت تھی کہ رات بھر کھڑے ہوئے خدا کی عبادت کرتے رہتے تھے۔ آپ کو لوگوں کا خیال اسقدر زیادہ تھا کہ بڈھوں اور کمزوروں کا سودا سلف بازار سے خود جا کر لا دیا کرتے تھے آپ کی سوانح حیات کے مطالعہ سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ متذکرہ بالا خوبیاں اور اوصاف آپ کے اندر بدرجہ اتم موجود تھیں۔

کی محبت میں یزید کی فوج سے جنگ کی اور آخر کار آپ بھی قتل کئے گئے۔

اب ایسا زمانہ آگیا ہے کہ جان کی قربانی پیش کرنا تو ناممکن ہے۔ لیکن لوگ اسلام کی خاطر ایک روپیہ بھی دیتے ہوئے پس و پیش کرتے ہیں وہ اسکو فضول خرچی تصور کرتے ہیں اگر ان کے ذاتی اخراجات کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ نہ محض بہت بڑی رقم غیر ضروری مدات پر صرف کرتے ہیں بلکہ وہ اپنی رقم اس طرح بیجا صرف کرتے ہیں کہ دولتمند خاندان اکثر تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔

اس ذاتی اور غیر ضروری اخراجات کے علاوہ موجودہ تہذیب و تمدن نے راجاؤں نوابوں، جاگیرداروں، سرمایہ داروں کے لئے یہ لازمی قرار دیا ہے کہ وہ اپنے اپنے آقاؤں اور افسروں کی خوشنودی کے لئے دعوت، ضیافت، رقص و سرود کی مجلسیں قایم کریں اور ان پر بہت سا روپیہ برباد کریں ایسی حالت میں مذہب کی اہمیت ان کی نگاہوں سے بالکل ہی ختم ہو گئی ہے۔ وہ ایک حبہ بھی اپنے مذہب پر خرچ کرنا پسند نہیں کرتے۔ لیکن غیر مسلم افسروں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے لاکھوں روپیہ فضول کاموں میں خوشی خوشی خرچ کر دیتے ہیں خدا ہم پر رحم کرے۔ خدا ان سرمایہ داروں پر بھی رحم فرمائے

کہ ایک وقت دنیا کی تاریخ میں ایسا آئیگا جب غیر مسلم مسلمانوں
پر اسطرح ٹوٹ پڑیں گے جس طرح گدھ مردہ جسم پر جھپٹتے ہیں
صحابیوں نے رسول سے اسی بارے میں دریافت کیا کہ کیا
مسلمانوں کی یہہ زبوں حالت انکی قلت تعداد کی وجہ سے ہوگی
رسول نے ارشاد فرمایا، نہیں بلکہ ان کی حالت دو وجہوں سے
ناگفتہ بہہ ہو جائے گی (۱) وہ لوگ دنیا اور دنیا کی چیزوں
سے بہت زیادہ محبت کریں گے (۲) وہ موت سے خوف اور
نفرت کریں گے۔ آجکل مسلمان اپنی جان اور مال کی بہت زیادہ حفاظت
کرتے ہیں اور اپنے دین اور مذہب کے لئے اپنی جان اور مال
کی قربانی کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اسلامی تاریخ میں ایک
ایسا زمانہ بھی گذرا ہے جب مسلمان اپنی جان اور مال کو اللہ اور
اسکے مذہب پر قربان کرنے کے لئے ایک دوسرے سے سبقت
لے جانے کی کوشش کرتے تھے۔ اور ان کا یہ عقیدہ تھا کہ خدا
کی خوشنودی اس طرح حاصل کی جا سکتی ہے۔ ایسے ہی زمانے
میں حُرؔ ایسا دشمن پکا مسلمان ہوتا ہے اور حضرت امام حسین سے
درخواست کرتا ہے کہ "آپ مجھے اسلام اور حسینؑ کے لئے لڑنے
کی اجازت دیں" یہانتک کہ وہ قتل کیا گیا۔
حبیب ابن مظہر کوفی نے بھی اپنی وفاداری کا ثبوت
کربلا کے میدان میں پیش کیا۔ آپ نے بھی اسلام اور اہل بیت

اسلام اور جمہوریت

اسلام نے دنیا کے سامنے جمہوری نظام حکومت پیش کیا ہے نہ کہ ڈکٹیٹرشپ۔ قرآن پاک کے احکام کے مطابق نظام حکومت کا پہلا زریں اصول قانون کی حکومت ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے "یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ فان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ والرسول پارہ ۵ آیت ۵۸ (ترجمہ) اے ایمان والو، اللہ کی اطاعت کرو، اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اس شخص کی اطاعت کرو جو تم پر حکومت کرتا ہے! یعنی اس شخص کی اطاعت کرو جسکو حکومت کی ذمہ داری سپرد کی گئی ہے" "اور اگر تمہارے اور حکمراں کے درمیان کسی معاملہ میں اتفاق رائے نہ ہو (جھگڑا ہو) تو اللہ اور اسکے رسول کی طرف رجوع کرو،، یعنی قرآن پاک اور رسول کی حدیثوں سے مدد لو۔

---

* یہ مضمون پہلی دفعہ مارچ ۱۹۳۸ء میں آرین پاتھ اخبار میں شایع کیا گیا۔

جو اس سے منہ پھیرے ہوئے ہیں۔ خدا ان کے دلوں کو اپنی طرف
کر سکے تاکہ یہ لوگ اپنی زندگی اسلام کے لئے وقف کر دیں۔
اور مسلم قوم کی ترقی کے لئے انتھک اور جان توڑ کوشش کریں۔

حکمرانوں کو حکومت کس طرح کرنی چاہیے اس سلسلہ میں
قرآن مجید فرماتا ہے " ان کے تمام معاملات کا تصفیہ عام مشورہ
سے ہوتا ہے" (سورۂ شوریٰ) یعنی قرآن مجید کے قوانین اور
رسول کی حدیثوں کے سمجھنے اور ان کے نفاذ کے بارے میں قابل
لائق اور سمجھدار آدمیوں سے مشورہ کرنا چاہیے۔ ایسے صلاح و
مشورہ سے غلطی کا امکان کم ہو جاتا ہے اور ملک کی ترقی محفوظ
رہ سکتی ہے۔

صلاح و مشورہ کے بعد جس کسی بات کا تصفیہ ہو جائے
وہی ملک کے لئے قانون ہے۔ قرآن پاک فرماتا ہے " ان سے
کام کاج میں مشورہ کر لیا کرو (مگر) اس پر بھی جب کسی کام کو
ٹھان لو تو خدا ہی پر بھروسہ رکھو" پارہ ۴ - آل عمران - آیت
۱۵۸ - دوسرے الفاظ میں صرف تجویزیں ہی پاس نہیں کرنی
چاہئیں بلکہ بغیر کسی توقف کے ان پر عمل شروع کر دینا چاہیے
بعض مفسرین قرآن کے اس حکم کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ "تم
تمام لوگوں سے مشورہ لینے کے بعد جو چاہو کرو اور لوگوں کے مشورہ پر
عمل کرنے کی ضرورت نہیں"۔ اگر یہ تاویل درست مان لیجائے
تو پوری آیت مہمل ہو جاتی ہے۔ اگر ہر شخص اپنی مرضی کے
مطابق عمل کر سکتا ہے تو صلاح و مشورہ لینے کی حاجت ہی نہیں
مشیروں سے مشورہ لینا اور پھر ان کی رائے ٹھکرا دینا۔ اور

مسلمانوں کے لئے قرآن مجید اور رسول ؐ کی حدیثیں قانون کی کتابیں ہیں اور چونکہ وہ قانون کی حکومت کے علمبردار ہیں اس لئے ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان آئین و قوانین کی اطاعت کریں جو ان کتابوں میں درج ہیں اور اس شخص کی بھی اطاعت کریں جسکو ان قوانین کے نفاذ کی ذمہ داری سپرد کی گئی ہے بغیر اس طرح کی اطاعت و فرمانبرداری کے کوئی گورنمنٹ یا سوسائٹی کام نہیں کر سکتی۔

اس بات کا امکان ہے کہ حکمران ان قوانین کے سمجھنے میں یا ان کے نفاذ کرنے میں غلطی کرے اور اسکی اس غلطی سے لوگونکو تکلیف پہنچے۔ ایسی حالت میں قرآن کا یہ حکم ہے کہ حکمران اور رعایا دونوں انقطاعی فیصلہ کے لئے قانون کی کتابوں کی طرف رجوع ہوں اس سے یہ مراد ہے کہ حکومت کے شرعی یا عدالتی اختیارات اور قوانین کے نفاذ کے اختیارات جداگانہ ہیں۔ ایک معمولی آدمی کی طرح حکمراں بھی عدالت کے سامنے اپنے اعمال کا جواب دہ ہے۔ ہر شخص کو اختیار ہے کہ بدانتظامی کی شکایت کی صورت میں وہ حکمراں کو عدالت کے سامنے حاضر کرا سکتا ہے۔ اسلامی عدالت میں حکمراں کو اس کی غلطیوں پر سزا دی جا سکتی ہے۔ یا اس کی اصلاح کی جا سکتی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اسلام نہ محض قانون کی حکومت قایم کرتا ہے بلکہ حکمراں اور رعایا دونوں اپنے اعمال کے جواب دہ ہوتے ہیں

والا۔ شرعی یا قانونی عدالت کے سامنے جواب دہ ہو۔ اس سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اسلامی نظام حکومت میں ڈکٹیٹر شپ کی گنجائش نہیں ہے۔ کیسا ہی حکمراں کیوں نہ ہو اسلام میں مطلق العنانی کی گنجائش نہیں ہے۔

نظام حکومت کا انحصار جمہوریت پر ہے یعنی اگر کسی قانون کی تشریح کرنی ہو یا اس قانون میں اور دفعات کا اضافہ کرنا ہو تو یہ مشیروں کی کمیٹی سے صلاح و مشورہ کرنے کے بعد کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ مشیر قوم کے قابل ترین اشخاص ہوں۔ ان مشیروں کے اختیار میں یہ بھی ہے کہ ان قوانین کا نفاذ کس طرح کیا جائے گا۔ ان امور کے طے ہو جانے کے بعد اس قانون کا نفاذ کیا جاتا ہے۔ اگر قانون میں یا اس کے نفاذ کرنے کے طریقہ میں کسی قسم کی خامی ہو تو قوم کا کوئی شخص بھی اس معاملہ کو کسی قانونی عدالت میں پیش کر سکتا ہے کمیٹی کے مشیروں (مشاورتی کمیٹی کے ارکان) کے انتخاب کرنے کا حق پبلک کو ہے وہ بہترین اور لایق ترین افراد کا انتخاب کرے۔ ارکان کے انتخاب میں کوئی ناجائز طریقہ اختیار نہیں کیا جا سکتا۔ ان منتخب شدہ

انکی رائے کے خلاف کام کرنے کے معنے ان کو ذلیل کرنا ہے۔
وہ حکمران جو ایسا کرتا ہے اپنے مشیروں کو احمق سمجھتا ہے
مشیروں کی کمیٹی کی ذمہ داری اور حکومت کے انتظام کی ذمہ
داری ایسے شخصوں کے سپرد کرنی چاہیئے جن میں اہلیت اور
قابلیت ہو تاکہ وہ اپنے فرائض کو خوش اسلوبی سے انجام
دے سکیں۔ قرآن پاک فرماتا ہے "واذا حکمتم بین الناس
ان تحکموا بالعدل" پارہ ۵ آیت ۵۸۔ ترجمہ "جب لوگوں کے
باہمی جھگڑوں کا فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کرو"
یعنی یہ ذمہ داریاں محض ان لوگوں کو سپرد کرنی چاہیئے جن
میں اہلیت اور صلاحیت ہو۔ اس کے بعد مشیروں کی جماعت
عدل و انصاف کے معاملہ میں کسی کی جانب داری نہ کرے
اگر وہ اس طرح حق و انصاف سے کام کریں تو یہ سمجھنا چاہیئے
کہ لائق اور قابل آدمیوں کے ہاتھ یہ ذمہ داری سپرد کی گئی ہے
متذکرہ بالا نکات کو ہم اختصار کے ساتھ یہاں درج
کرتے ہیں۔

۱۔ قانونی حکومت کی بنیاد قرآنی قوانین اور رسولؐ کی
حدیثوں پر ہے۔ ان احکام کی تعمیل کرانے کے لئے ایک
حکمراں کی ضرورت ہے۔ جو عام لوگوں کی طرح قانونی عدالت
میں اپنے اعمال کا جوابدہ ہو۔ یعنی قانون کا نفاذ کرانے

تم میری مدد کرو اور اگر میں کجروی اختیار کروں تو تم میری اصلاح کرو،، اپنے پورے خلافت کے زمانہ میں آپ نے کوئی کام بغیر اپنے مشیروں کے مشورہ کے نہ کیا۔

دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروق ہوئے۔ آپ کی عمر میں صدر کو محض ایک اونٹ دینے کا حق نہ تھا۔ اگرچہ موجودہ جمہوریت میں صدر کو [illegible] اونٹ دینے کا حق حاصل ہے۔ ایک مرتبہ حضرت عمر نے [illegible] میں فرمایا کہ شادی کے وقت مہر جس قدر کم ہو اتنا ہی بہتر ہے اور آپ نے مہر کی کمی پر بہت زور دیا۔ ایک [illegible] فوراً کھڑی ہوئی اور کہنے لگی عمر! کیا تو قرآن کی [illegible] ہے "اگر تم کسی عورت کو مہر میں سونے کا انبار [illegible] تو تمہیں اسکو واپس لینے کا حق نہیں ہے،، اور اے عمر [illegible] نہیں کیا ہے تو تم اسکو بند کرنے والے کون ہوتے ہو؟

چاروں طرف سے لوگ بڑھیا عورت کو غصہ میں دیکھنے لگے اور لوگوں نے خیال کیا کہ چونکہ اس عورت نے امیر المومنین کی بے عزتی عام جلسہ میں کی ہے اسلئے اسکو سزا ضرور بالضرور ملے گی لیکن سزا دینے کے بجائے حضرت عمر ممبر دوبارہ تشریف لے گئے اور کہا " خدا کا شکر ہے کہ مدینہ کی عورتیں قرآن مجید کی تعلیم کو عمر سے زیادہ اچھی طرح سمجھتی ہیں،، اور آپ نے اسی جلسہ میں

اشخاص کے متفق فیصلہ پر عمل کیا جائے۔ جو کچھ ان کا فیصلہ ہو اس کا نفاذ کیا جائے۔

یہ بات صاف ظاہر ہے کہ اسلامی نظام حکومت کا انحصار حقیقی جمہوریت پر ہے۔ ہم ذیل میں چند مثالیں پیش کرتے ہیں کہ رسولؐ اور خلفائے راشدین کے زرین عہد میں ان جمہوری اصول پر کس طرح عمل کیا جاتا تھا۔

غزوہ احد میں جب دشمنان مکہ فیصلہ کن جنگ کرنے کے لئے آئے رسولؐ نے صحابیوں سے مشورہ کیا کہ مدینہ کی حفاظت شہر میں رہکر یا باہر جاکر کرنی چاہیے۔ رسولؐ اور چند صحابیوں کی رائے یہ تھی کہ شہر میں رہکر مدافعت کی جائے لیکن اکثریت اسکے خلاف تھی اور شہر سے باہر جاکر جنگ کرنا چاہتی تھی۔ رسولؐ نے اکثریت کی رائے مان لی اور لوگوں کو شہر کے باہر لے گئے اکثریت میں سے کچھ لوگوں کو مذہبی جوش کی وجہ سے یہ خیال ہوا کہ انہوں نے رسولؐ کی رائے کے خلاف کام کیا اور پھر ان لوگوں نے رسولؐ سے درخواست کی کہ شہر ہی میں رہکر دشمن سے جنگ کرنی چاہیے لیکن رسولؐ نے پرزور الفاظ میں انکار کیا اور اپنے عمل سے ظاہر کیا کہ اکثریت کے فیصلے پر عمل کرنا چاہیے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ اوّل نے خلافت کے منصب پر سرفراز ہونے کے بعد فوراً فرمایا "اگر میں کوئی نیک کام کروں

ہزاروں مثالیں ملینگی۔ کیا کوئی انسانی دماغ اس سے بہتر جمہوریت کا تصور کر سکتا ہے؟ یقیناً اسلام میں ڈکٹیٹر شپ کی گنجائش نہیں ہے اسلام نے لوگوں کو ہر طرح کی غلامی سے آزاد کر دیا ہے یہاں تک کہ ڈکٹیٹر شپ کی غلامی سے بھی لوگوں کو آزاد کر دیا ہے۔

اسلام میں نظام حکومت کی بنیاد حقیقی جمہوریت پر ہے۔

اپنے الفاظ واپس لے لئے۔

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق نے ایک تقریر میں کہا "اگر میں کجروی اختیار کروں تو تم کیا کرو گے؟" ایک نوجوان کھڑا ہوا اور بہادری سے کہا "تم جانتے ہو کہ ہم کیا کریں گے ہم تلوار سے تم کو سیدھا کریں گے۔" حضرت عمر نے ظاہراً غصہ میں کہا "کیا تم یہ باتیں مجھ سے کر رہے ہو؟" نوجوان نے اسی پر زور لب و لہجہ میں کہا "ہاں اے امیر المومنین میں آپ سے کہہ رہا ہوں۔" تب حضرت عمر نے کہا "خدا کا شکر ہے کہ آج بھی مسلمانوں میں ایسے لوگ موجود ہیں جو امیر المومنین کی اصلاح کرنے کے لئے تیار ہیں اگر وہ کجروی اختیار کرے۔"

ایک مرتبہ معاذ بن جبل نے خلیفہ عمر کے خلاف زید بن ثابت کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا۔ دونوں فریق کے لوگ عدالت میں حاضر ہوئے۔ معاذ بن جبل نے فرمایا کہ اگر حضرت عمر قسم کھالیں تو میں مقدمہ واپس کرلوں۔ اس پر جج نے حضرت عمر کا خیال کرتے ہوئے کہا کہ امیر المومنین سے قسم کھانے کے لئے نہیں کہنا چاہئے۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر نے جج سے کہا "تم میں قاضی بننے کی اہلیت نہیں ہے۔ اگر قاضی کسی شخص کے معاملہ میں بھی اور کسی حالت میں بھی بے جا جانب داری سے کام لے تو یہ اس قاضی کا ناقابل معافی جرم ہے۔"

حضرت عمر اور آپ کے جانشینوں کے عہد خلافت میں اس طرح کی

اسلامی جوش وخروش افسوسناک اور خطرناک حد تک ٹھنڈا ہوچکا ہے اور اسلامی تہذیب وتمدن تباہ وبرباد ہورہا ہے۔ بقول ڈاکٹر سر محمد اقبال مرحوم ؎

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے ساتھ احساسِ زیاں جاتا رہا

ایسے پرآشوب زمانہ میں گرینڈ مسلم مشن واحد ادارہ ہے جو اسلام کی کھوئی ہوئی عظمت اور اسلامی تہذیب وتمدن کو اجاگر کرنے کی انتھک کوشش کررہا ہے۔ وہ مسلمانوں میں جوش پیدا کرتا ہے کہ وہ اپنے بھولے ہوئے اسلامی اصولوں کو از سرِ نو زندہ کریں۔ آپس میں اتحاد و اتفاق پیدا کریں۔ کیونکہ بغیر اتحاد و اتفاق کے قومی زندگی ناممکن ہے ہماری گرینڈ مسلم مشن کی کارروائیوں نے تمام دنیا کے مسلمانوں میں ہیجان پیدا کردیا ہے ان میں ایک طرح کا جوش پیدا ہوگیا ہے اور انہوں نے ارادہ کرلیا ہے کہ مغربی طرز معاشرت اور طرز تمدن کو بدل کر اسلامی طرز معاشرت اور طرز تمدن رائج کرنا چاہئے۔ اسلئے کہ مغربی تہذیب مسلمانوں کے انحطاط اور زوال کا باعث ہے۔ ان حالات میں اگر ہم آپ سے مطالبہ کریں کہ آپ کم از کم اپنی زکوٰۃ کا نصف حصہ ہمارے مشن کی مالی حالت کو مضبوط اور استوار کرنے کے لئے بھیجیں تو بالکل درست اور معقول مطالبہ ہوگا۔ اس بات کے

اپیل

برادران اسلام! کوئی شخص بھی اس دنیا میں محض اپنے لئے زندہ نہیں رہ سکتا ہے۔ اسکی زندگی کا کچھ مقصد ہونا چاہئے اور ایک مسلمان کا سب سے اعلی و ارفع مقصد خدا کی شان و عظمت کا بڑھانا ہے۔ اور اس دنیا میں اسکے اوامر اور نواہی کا قایم کرنا ہے۔ کوئی شخص بھی اس دنیا میں انفرادی زندگی نہیں گزار سکتا۔ سوسائٹی کے ایک فرد کی حیثیت سے وہ صدیوں کی بنی ہوئی تہذیب و تمدن سے مستفید ہو رہا ہے۔ قوم کی اجتماعی زندگی اسکا تحفظ کر رہی ہے۔ دنیا کی تاریخ میں اسلام نے بہت شاندار اور نمایاں حصہ لیا ہے۔ اسلام بہت ہی پائیدار اور مفید مذہب ثابت ہوا ہے۔ عارضی پسماندگی اور تنزلی کے بعد مسلمانوں میں پھر ترقی کے آثار نظر آرہے ہیں۔ زکوٰۃ کم از کم چندہ ہے جو ایک مسلمان اسلام کے نصب العین کو حاصل کرنے کے لئے دے سکتا ہے۔ زکوٰۃ کم از کم قیمت ہے جس کو ایک مسلمان اسلامی سوسائٹی کے تحفظ اور کلچر کی نعمتوں کے لئے ادا کرتا ہے۔ قرآن مجید نے ایک مسلم سے کم از کم مطالبہ کیا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو خدا کا شکر گزار ہونا چاہئے۔ ہم ایسے زمانہ میں رہتے ہیں جب کہ مسلمانوں کی حالت ناگفتہ بہ ہو رہی ہے۔ کچھ عرصہ سے مسلمانوں کا

گرینڈ مسلم مشن کے اغراض و مقاصد

(۱) بذریعہ کتب و اخبارات و تحریر و تقریر اشاعت اسلام کرنا

(۲) اردو گجراتی۔ مرہٹی وغیرہ زبانوں میں عموماً اور انگریزی زبان میں خصوصاً اسلامی لٹریچر بذریعہ کتب۔ پمفلٹ۔ ٹریکٹ پوسٹر اور ہینڈبل نشرواشاعت کرنا۔

(۳) اہل اسلام میں سے فرقہ بازی و پارٹی بازی۔ الحاد۔ زندقہ، لامذہبیت۔ مغربیت اور منافقت کو حتی الامکان دور کرنا۔

(۴) مسلمانوں میں محبت۔ مروت۔ اخوت۔ ایثار وغیرہ پیدا کرنا

(۵) غیرمسلم معاند اسلام اور دہریہ خیال کے حملوں کا سدباب کرنا

(۶) غیرمسلموں کو اور خود مغربی تہذیب کے دلدادوں کو زندہ اسلام، زندہ قرآن اور اسکے تعلیم مبارکہ کی اسپرٹ ان کے دلوں میں پیدا کرنا۔

(۷) اسلامی تبلیغ کے لئے ایک ہفتہ وار اردو انگریزی اخبار جاری کرنا

(۸) مشن کی لائبریری کا قائم رکھنا۔

لکھنے کی ضرورت نہیں ہے کہ اس مشن کی مالی حالت مسلمانوں کی غفلت کی وجہ سے ہمیشہ ناقابل اطمینان رہی ہے۔ حتی الامکان ہم پبلک کو اپنے مشن کی کارروائیوں سے آگاہ کرتے رہتے ہیں۔ ہم بغیر کسی ذاتی مفاد کا خیال رکھتے ہوئے اسلام کی اشاعت کا کام انجام دے رہے ہیں۔ ہم انگریزی میں کتابیں شایع کرتے رہتے ہیں۔ اشتہارات اور پوسٹر بھی چھاپ کر تقسیم کرتے ہیں۔ ہم غیر مسلموں سے بھی خط وکتابت کرتے ہیں۔ ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ زکوٰۃ خیرات اور فطرہ وغیرہ کی رقم ہمارے مشن کے سکریٹری کے نام بھیجتے رہیں۔ تاکہ اسلام کی اشاعت کا کام ہوتا رہے۔ خدا ہمکو ایسے پرآشوب اور نازک زمانہ میں اسلام کی خدمت کرنے کی توفیق ہمت اور استقامت عطا کرے آمین ثم آمین۔

خادم العلم والدین

ڈاکٹر محمد علی الحاج سالمین

صدر و بانی گرانڈ مسلم مشن بمبئی

نوٹ :-

خط وکتابت وارسال زر کا پتہ

ڈاکٹر محمد علی الحاج سالمین

محبوب منزل ۔ بی بلاک ۔ ٹاپ فلور ۔ پلٹن روڈ ۔ فورٹ بمبئی

وہ کتابیں جو شائع ہونیکے لئے تیار ہیں

(۱) حضرت علی کے خطبات نہج البلاغہ کا مکمل انگریزی ترجمہ
(۲) خلفائے راشدین
(۳) بارہ امام
(۴) خواجہ معین الدین چشتی اجمیری
(۵) اسلام میں اہل بیت کی پوزیشن (دو ہزار صفحات)
(۶) اسلام دی کنگڈم آف اللہ
(۷) اسلام اور ڈے بریک وغیرہ

مفت اسلامی لٹریچر

(ایک روپیہ ٹکٹ کے لئے بھیجئے)

(۱) اسلامک پریر (انگریزی)
(۲) اسلامی عبادات (مرہٹی)
(۳) اسلام کیا ہے؟ (انگریزی)
(۴) " (مرہٹی)
(۵) (گجراتی)
(۶) اپنی روشنی کو گل مت کرو (انگریزی)

ہماری تصانیف جو برائے فروخت موجود ہیں

(۱)	دی ہولی پرافٹ محمدؐ تھرو ڈفرنٹ لائٹس	۷ روپیہ ۸ آنہ
(۲)	محمدؐ دی کمانڈر آف دی فیتھ فل	۶ روپے
(۳)	علیؑ دی کیلف	۵ روپے ۸ آنہ
(۴)	فاطمہؑ دی لیڈی آف دی لائٹ	۷ روپے ۸ آنہ
(۵)	امام حسنؑ چیف آف دی یوتھ آف پیراڈائز	۶ روپے
(۶)	امام حسینؑ دی گریٹ ورلڈ مارٹر	دو روپے
(۷)	ہسٹری اینڈ فلاسفی آف امام حسینؑ مارٹرڈم	۳ روپے
(۸)	بدھ اعظم	دو روپے
(۹)	سیدہ زینبؑ	دو روپے
(۱۰)	دی مین آف اللہ	تین روپے
(۱۱)	فخر اعظم	دس روپے
(۱۲)	ہولی پرافٹ محمدؐ (انگریزی نظم)	تین روپے
(۱۳)	حضرت سیدہ شہربانو (انگریزی)	ایک روپیہ
(۱۴)	حضرت سیدہ شہربانو (اردو)	دو روپیہ

ارکان مشن

صدر۔ حضرت علامہ ڈاکٹر محمد علی الحاج سالمین صاحب
(ڈی۔ایل آئی ڈی ٹی۔ و بی جی آئی ٹی ڈی (لندن)

نائب صدر۔ مولانا مولوی عبدالوہاب صاحب

سکریٹری۔ حکیم قاضی عبدالرحمٰن صاحب

نائب سکریٹری۔ ویراہیم بے صاحب

پروپگنڈا سکریٹری۔ جناب الحاج محمد فاروق صاحب (میرٹھی)

جنرل سکریٹری۔ پی۔ ایچ تالوکر۔ بی اے۔

قواعد وضوابط

(۱) ہر سنجیدہ اور شائستہ آدمی بارہ روپیہ ماہوار فیس ادا کرکے مشن کا ممبر بن سکتا ہے۔

(۲) لایف ممبر سے ۱۵۰ روپیہ پیشگی لیا جاتا ہے

(۳) معاون سے چار سو روپیہ وصول کیا جاتا ہے

(۴) مشن کے مربیوں سے پانچ سو روپیہ یا اس سے زیادہ رقم لیجاتی ہے

مشن اپنے قیام و بقا کے لئے زکاۃ اور چندے کی رقموں کو بخوشی قبول کرتا ہے۔ ہر ایک مسلم مرد و عورت کیلئے بنک کا سود استعمال کرنا حرام ہے لیکن وہ بنک کا سود ہمارے مشن کو بھیج سکتے ہیں۔ بنک کے سود سے ہم اسلامی

(۷) اپنی روشنی گل مت کرو (اردو)

(۸) ,, (گجراتی)

(۹) قرآن پاک اور رسولؐ کی حدیثوں کی عظمت (انگریزی)

(۱۰) قرآنی چارٹ (انگریزی - عربی)

(۱۱) مشن کی رپورٹ (انگریزی)

(۱۲) ,, (اردو)

(۱۳) اخبار تیز گام (اردو)

(۱۴) علامہ محمد علی الحاج سالمین صاحب اردوشن کے بارے میں بڑے بڑے آدمیوں کی رائے (اردو)

(۱۵) اسلام کی پکار (اردو)

(۱۶) اسلام میں زکوٰۃ (انگریزی)

(۱۷) احمدی کو کھلا چیلنج (انگریزی)

(۱۸) محرم کیا ہے؟

(۱۹) حضرت محمدؐ کے اقوال

(۲۰) محمدؐ - دی اپاسل آف اللہ

(۲۱) ہم اور ہمارا وجود ـــــ وغیرہ

گرانڈ مسلم مشن بمبئی
کی
برادران اسلام سے پرزور اپیل

یہ رمضان کا مبارک مہینہ ہے۔ اس ماہ میں زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے۔ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک زکوٰۃ بھی ہے۔ کوئی شخص اس دنیا میں محض اپنے لئے زندہ نہیں رہ سکتا ہے اسکی زندگی کا کچھ مقصد ہونا چاہئے اور ایک مسلمان کا سب سے اعلیٰ وارفع مقصد خدا کی شان و عظمت کا بڑھانا ہے اور اس دنیا میں اس کے اوامر اور نواہی کا قائم کرنا ہے۔ کوئی شخص بھی اس دنیا میں انفرادی زندگی نہیں گذار سکتا۔ سوسائٹی کے ایک فرد کی حیثیت سے وہ سوسائٹی کی بنی ہوئی تہذیب و تمدن سے مستفید ہو رہا ہے۔ قوم کی اجتماعی زندگی اس کا تحفظ کر رہی ہے۔ دنیا کی تاریخ میں اسلام نے بہت ہی شاندار اور نمایاں حصہ لیا ہے۔ اسلام بہت ہی پائیدار اور مفید مذہب ثابت ہوا ہے۔ عارضی پسماندگی اور تنزلی کے بعد مسلمانوں میں پھر ترقی کے آثار نظر آ رہے ہیں۔ زکوٰۃ کم از کم چندہ ہے جو ایک مسلمان اسلام کے نصب العین کو حاصل کرنے کے لئے دے سکتا ہے۔ زکوٰۃ کم از کم قیمت ہے جسکو ایک مسلمان اسلامی سوسائٹی کے تحفظ اور کلچر کی نعمتوں کے لئے ادا کرتا ہے قرآن مجید نے ایک مسلم سے کم از کم مطالبہ کیا ہے اسلئے مسلمانوں کو خدا کا شکر گذار ہونا چاہئے۔ ہم ایسے زمانہ میں رہتے ہیں جبکہ مسلمانوں کی حالت ناگفتہ بہ ہو رہی ہے کچھ عرصہ سے مسلمانوں کا اسلامی جوش و خروش افسوسناک اور خطرناک حد تک ٹھنڈا ہو چکا ہے

لٹریچر کی اشاعت غیر مسلموں اور غریبوں میں کریں گے۔

رائے

بمبئی۔

یکم جون ۱۹۳۴ء

میں نے گرینڈ مسلم مشن کو دیکھا میں ڈاکٹر ایم اے سالیین کو مبارکباد دیتا ہوں کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کی خدمت نہایت صبر، استقلال اور محنت سے کر رہے ہیں۔ گرینڈ مسلم مشن مسلمانوں کی بہت بڑی خدمت کر رہا ہے مجھے قوی اُمید ہے کہ تمام ملکوں کے مسلمان اس مشن کی مالی اور اخلاقی امداد کریں گے۔ اس سے بین الاقوامی اسلامی اخوت پائیدار اور مضبوط ہوگی۔ درحقیقت مجھے اس مشن سے ہر طرح تعلق رکھنے میں بہت زیادہ خوشی محسوس ہو رہی ہے۔

(دستخط) خالد شیلڈرک

صدر

دی ویسٹرن اسلامک ایسوسی ایشن

لندن

"ہم اور ہمارا وجود"

کسی قوم کا زوال یا عروج اس ہمت اور ان کوششوں پر منحصر ہے جو اس قوم کے افراد اپنے قومی وجود کو برقرار رکھنے کیلئے کام میں لاتے ہیں اگر افراد قوم میں حمیت، اعتبار باہمی، اخوت مساوات واتحاد کے جذبات موجود ہیں تو یقیناً ایسی قوم نہ صرف دیگر اقوام پر سبقت لیجا سکیگی بلکہ دنیا کی رہبری کرے گی۔ آج ہماری قوم خواب غفلت میں ہے ہم نے مذہب کو خیرباد کہدیا ہے اسلام ہماری عملی زندگی کا جزو نہیں رہا ہے آج ہی کے مسلمان تھے جنکے متعلق حضرت رسول خدا صلعم نے چودہ سو سال پیشتر پیش گوئی فرمائی تھی کہ ایک زمانہ آنیوالا ہے کہ غیر مسلم مسلمانوں پر اس طرح ٹوٹ پڑینگے جیسے گدھ نعش پر۔ صحابہ کرام نے دریافت فرمایا، یارسول اللہ کیا مسلمانوں کی تعداد گھٹ جائیگی؟ ارشاد ہوا کہ نہیں بلکہ دو وجوہ سے۔ اولاً مسلمانوں کے قلوب میں دنیا و مافیہا کی محبت جاگزیں ہوجائیگی۔ ثانیاً اسلئے کہ موت سے خوف و نفرت ان کے دلوں میں پیدا ہوجائیگی۔

آج مسلمانوں کو اپنے جان ومال کی زیادہ فکر ہے جنہیں وہ اپنے دین وایمان کیلئے قربان کرنیکو تیار نہیں ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ مسلمان خدا کی راہ میں اپنی جانیں اور مال قربان کرنے کیلئے ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے تھے تاکہ خدا کی خوشنودی حاصل کریں ایک وہ زمانہ بھی تھا کہ حرؓ دشمنان اسلام کی صف سے نکل کر حضرت امام حسینؓ کی اجازت کا طلبگار ہوا کہ میدان میں جائے اور اسلام اور امام اسلام کی خاطر جان پر کھیل جائے۔ حبیب ابن مظاہر نے کوفہ میں حمایت دین کی دوسری مثال پیش کی جب انہوں نے محض اہل بیت رسول اور اسلام کی محبت میں یزیدیوں سے لڑکر شہادت حاصل کی۔

اور اسلامی تہذیب و تمدن تباہ و برباد ہو رہا ہے بقول ڈاکٹر اقبال ؎ وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا۔ کارواں کیساتھ احساس زیاں جاتا رہا۔ ایسے پر آشوب زمانہ میں گرینڈ مسلم مشن واحد ادارہ ہے جو اسلام کی کھوئی ہوئی عظمت اور اسلامی تہذیب و تمدن کو اجاگر کرنیکی انتھک کوشش کر رہا ہے وہ مسلمانوں میں جوش پیدا کرتا ہے کہ وہ اپنے بھولے ہوئے اسلامی اصولوں کو از سر نو زندہ کریں آپس میں اتحاد و اتفاق پیدا کریں کیونکہ بغیر اتحاد و اتفاق کے قومی زندگی ناممکن ہے ہمارے گرینڈ مسلم مشن کی کارروائیوں نے تمام دنیا کے مسلمانوں میں ہیجان پیدا کر دیا ہے ان میں ایک طرح کا جوش پیدا ہوگیا ہے انہوں نے ارادہ کر لیا ہے کہ مغربی طرز معاشرت اور طرز تمدن کو بدلکر اسلامی طرز معاشرت اور طرز تمدن رائج کرنا چاہئے اسلئے کہ مغربی تہذیب مسلمانوں کے انحطاط اور زوال کا باعث ہے ان حالات میں اگر ہم آپ سے مطالبہ کریں کہ آپ کم از کم اپنے زکوٰۃ کا نصف حصہ ہمارے مشن کی مالی حالت کو مضبوط اور استوار کرنے کے لئے بھیجیں تو بالکل درست اور معقول مطالبہ ہوگا اس بات کے کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ اس مشن کی مالی حالت مسلمانوں کی غفلت کی وجہ سے ہمیشہ ناقابل اطمینان رہی ہے جہاں تک ممکن ہوتا ہے ہم پبلک کو اپنے مشن کی کارروائیوں سے آگاہ کرتے رہتے ہیں۔ ہم بغیر کسی ذاتی مفاد کا خیال رکھتے ہوئے اشاعت کا کام انجام دے رہے ہیں۔ ہم انگریزی میں کتابیں شایع کرتے رہتے ہیں اشتہارات اور پوسٹر بھی چھاپ کر تقسیم کرتے ہیں ہم غیر مسلموں سے بھی خط و کتابت کرتے ہیں ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ زکاۃ خیرات اور فطرہ وغیرہ کی رقم ہمارے مشن کے سکریٹری کے نام بھیجتے رہیں تاکہ اسلام کی اشاعت کا کام ہوتا رہے خدا ہمکو ایسے پر آشوب اور نازک زمانہ میں اسلام کی خدمت کرنیکی توفیق ہمت اور استقامت عطا کرے آمین ثم آمین۔ (ڈاکٹر محمد علی الحاج سالین صدر بانی گرینڈ مسلم مشن بمبئی)

حضرت فاطمہ	۲۳ — ۲	حضرت فاطمہؓ
حضرت زینب	۲۳ — ۲	حضرت زینبؓ
حضرت عائشہ	۲۳ — ۳	حضرت عائشہؓ
رسول عربی	۲۵ — ۹	رسول عربی صلعم
پیش نہ کرتا	۲۵ — ۱۰	پیش نہ فرماتے
خری رسول	۲۸ — ۳	آخری رسول صلعم
محمد	۲۹ — ۲	محمد صلعم
اہلبیت	۳۵ — ۸	اہل بیتؓ
صحابیوں	۴۰ — ۳	صحابیوں رضؓ
رسول	۴۰ — ۳	رسول صلعم
قتل کیا گیا	۴۰ — ۱۷	شہید کیے گئے
حبیب ابن منظہر	۴۰ — ۱۸	حبیب ابن مظاہرؓ
اہل بیت	۴۰ — ۱۹	اہل بیتؓ
قتل کیے گئے	۴۱ — ۲	شہید کیے گئے
تنا ذعتم	۴۳ — ۵	تنازعتم
رسول	۴۵ — ۴	رسول صلعم
خلفائے راشدین	۴۸ — ۵	خلفائے راشدینؓ
صحابیوں	۴۸ — ۸	صحابیوںؓ
حضرت عمر فاروق	۴۹ — ۴	حضرت عمر فاروقؓ
معاذ بن جبل	۵۰ — ۱۱	معاذ ابن جبلؓ
زید بن شایت	۵۰ — ۱۱	زید ابن ثابتؓ
تقر	۵۶ — ۲	تفرد

اب وہ زمانہ آیا ہے کہ جان کی خاطر قربانیاں تو الگ رہیں مذہب کی خاطر ایک پیسہ بھی خرچ کرنا اسراف میں داخل ہو گیا ہے حالانکہ اگر ان کے ذاتی اخراجات کا محاسبہ کیا جائے تو حیرت ہونے لگے گی کہ ان حضرات کا اسراف اس درجہ بڑھا ہوا ہے جسکی وجہ سے اکثر امیر گھرانے تباہ و برباد ہو گئے ہیں۔

علاوہ ان ذاتی اور غیر ضروری اخراجات کے موجودہ تہذیب [illegible] خرچ کا بار ان کے سر رکھدیا ہے عمال حکومت کو خوش کرنے کیلئے [illegible] صرف کرکے ان کی ضیافتیں کرنا۔ رنگ رلیاں مچانا اور جدید طرز [illegible] کرنا یہ ہمارے نوابوں امراؤں اور جاگیرداروں کیلئے [illegible] امر ہو گیا ہے ان حالات میں مذہب ان کے لئے کیا حیثیت [illegible] دین کے لئے ایک پیسہ ان کے لئے سخت گزرتا ہے مگر غیر مسلم عہدہ داروں کو راضی رکھنے کے لئے لاکھوں روپے ضایع کردینا منظور ہے۔

خدا ہمارے حال پر رحم کرے بالخصوص ان لوگوں پر جو امیر اور خوشحال ہیں اور ان کے قلوب کو دینی غیرت دے تاکہ خدمت اسلام کے لئے اپنی زندگی وقف کرکے وہ اپنی قوم کی ترقی و فلاح کے لئے کوشاں ہو جائیں۔

ڈاکٹر محمد علی الحاج سالمین

مطبوعہ سلطانی پریس بھنڈی بازار بمبئی نمبر ۳

کتبہ ممتاز علی اثر دہلوی

بیل بوٹے

اردو کے نامور انشا پرداز جناب مظفر حسین صاحب شمیم
کے دلکش اور عام پسند مضامین و افسانوں کا شاندار مجموعہ۔
اس کتاب میں حسب ذیل مضامین و افسانے شامل ہیں

نظیر اکبر آبادی ۔ نواب نصیر حسین خیال ۔ میرن صاحب کا لطیفہ ۔ جمال الدین افغانی اور داغ کی ملاقات ۔ ٹیگور کی موت پر ۔ مکتوباتِ شاد ۔ مسرت بابو ۔ چراغ ۔ قیمت حسن چند تبصرے ۔ نادر کاکوروی کی شاعرانہ موت ۔ قسمت کا پانسہ ۔ مولانا شبلی کی ادبی حیثیت ۔ نرمل گیان ۔ ہیئت اجتماعی کی پائداری ۔ حدیث عشق و سرمستی ۔ ہندوستان کے نورتن ۔ علامہ جمال الدین افغانی کا ایک خطبہ ۔ ہماری بعض معاشرتی خرابیاں ۔ اردو ادیبوں کے لئے ایک لمحہ فکریہ ۔ دھن کا انتخاب

لکھائی چھپائی دیدہ زیب ۔ کاغذ اعلیٰ ۔ مجلد قیمت
صرف دو روپے
عہ

دل کے آنسو
از جناب رئیس احمد رضا جعفری
دل کے آنسو آئینہ ہے ان افسوس ناک حقیقتوں کا
جن سے ہمیں اپنی روزمرہ کی زندگی میں دو چار ہونا
[illegible]
[illegible]
[illegible]

گنہگار شہزادی
جس میں خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ
کے عہد خلافت کے اسلامی فتوحات بعض
[illegible]
حسن و عشق کے [illegible]
[illegible]
[illegible]

ملنے کا پتہ
مکتبہ سلطانی
ابراہیم رحمت اللہ روڈ بمبئی ۳